حدودِ شیطان اور نجات کی راہیں: ایک فکری جائزہ

The Limits of Satan and the Paths to Salvation: An Intellectual Review

Khushhall Shaheen
PhD Scholar, Faculty of Arts and Humanities,
Department of Islamic Studies,
Superior University Lahore
Email: mphil2017itc@gmail.com
Dr. Muhammad Inam Ul Haq
Senior Lecturer, Department of Islamic Studies,
Shifa Tameer-e-Millat University,
Islamabad Park Road campus
Email: inam.fssh@stmu.edu.pk
Dr. Saeed Ur Rahman
Lecturer, IBMS, The University of Agriculture, Peshawar

Abstract:
Human life is shaped by a continuous struggle between good and evil, a timeless and universal reality. In this struggle, Satan is considered the most dangerous and invisible enemy of humanity, constantly striving to divert individuals from their natural moral disposition toward misguidance. The Qur'an and Sunnah provide a comprehensive account of Satan's nature, his methods, pathways of influence, and the spiritual defenses available to believers. As the first to object to the appointment of humanity as God's vicegerent on Earth, Satan's enmity began with the creation of Adam (peace be upon him). In the modern age, where distancing from religious teachings has become widespread, people are increasingly unaware of Satan's tactics and fall into his traps with ease. Islamic teachings, particularly those found in the Qur'an and Hadith, offer clear and rational guidance for recognizing Satan, understanding his limitations, and resisting his influence. This paper offers an intellectual and analytical exploration of the linguistic and theological dimensions of Satan, his deceptive powers, and the strategies employed by prophets to confront him. It also emphasizes the significance of Islamic principles such as remembrance of God (dhikr), piety (taqwa), and following the Prophetic example as essential tools for spiritual protection. In an era marked by intellectual decline and spiritual negligence, understanding Satan and the means of safeguarding oneself against him is crucial for attaining true salvation.

Keywords: Qur'anic concept of Satan, Temptation and misguidance, Boundaries and limitations of Satan, Prophets and Satan; Islamic means of salvation

ہر انسان کی زندگی خیر و شر کی کشمکش میں گزر رہی ہے، جو ایک ازلی حقیقت ہے۔ اس کشمکش میں انسان کا سب سے خطرناک اور نادیدہ دشمن شیطان ہے، جو اسے فطرتِ سلیمہ سے ہٹا کر گمراہی کی راہ پر ڈالنے کے لیے ہمہ وقت سرگرم ہے۔ قرآن و سنت میں شیطان کی حقیقت، اس کی چالوں، راستوں، طاقت اور انسان کے دفاعی ہتھیاروں کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ انسان کی خلافتِ ارضی پر سب سے پہلا اعتراض کرنے والا یہی شیطان ہے، اور اس کی دشمنی کا آغاز تخلیقِ آدم سے ہو چکا ہے۔

یہ تحقیقی مضمون ایک فکری و تحقیقی کوشش ہے جس میں شیطان کی لغوی و اصطلاحی حیثیت، اس کی قوت، وسوسہ اندازی، اور انبیائے کرامؑ کی روشنی میں اس کے مقابلے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ نیز انسان کو شیطان کی چالاکیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اسلامی ضابطہ ہائے حیات جیسے ذکر، تقویٰ، اور اتباعِ نبوت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

یہ مطالعہ اس لیے بھی اہم ہے کہ موجودہ فکری زوال اور روحانی غفلت کے دور میں شیطان کی پہچان اور اس سے بچاؤ کے ذرائع کو جاننا انسان کی نجات کے لیے ناگزیر بن چکا ہے۔

ضرورت واہمیت:

آج کا انسان سائنسی ترقی کے باوجود روحانی حملوں سے ناواقف ہے۔ جدید معاشرتی فتنوں اور وساوس کی جڑیں دراصل انہی شیطانی راستوں سے جڑی ہوئی ہیں جنہیں قرآن نے آشکار کیا۔ نوجوان نسل کو شیطان کی ظاہری اور باطنی یلغار سے محفوظ رکھنے کے لیے اس موضوع پر سیر حاصل تحقیق نہایت اہم ہے۔ دورِ حاضر میں جب دینی تعلیمات سے دوری عام ہو چکی ہے، انسان شیطان کے طریقہ واردات سے بے خبر ہو کر اس کے جال میں بآسانی پھنس رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات، خصوصاً قرآن و احادیث، میں شیطان کی شناخت، اس کی حد بندی، اور اس کے خلاف مدافعت کے ذرائع پر واضح اور مدلل رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

حیات انبیاء اور شیاطین کا کردار:

شیطان کے دربارالٰہیہ سے اخراج اور آدم کو جنت سے نکلوانے کے بعد شیطان نے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا تاکہ وہ بنی نوع انسان کو اس کے مرتبے سے گرا کر اپنی برتری ثابت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو اس کے مذموم مقاصد سے باخبر کرنے اور صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کے لیے سلسلہ انبیاءؑ کو شروع کیا تاکہ انسان کے

جس کی فطرت میں جلد باز ہونا ہے وہ اپنی ان صفات کی وجہ سے دربار باری تعالیٰ سے ملعون قرار نہ پائے بلکہ ان اعلیٰ مراتب پر فائز ہو جس کے لیے اللہ نے اسے منتخب کیا ہے۔

انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لیے جن افراد کو منتخب کیا گیا وہ اپنے زمانے اور آنے والے تمام زمانوں کے لیے بہترین نمونہ تھے۔ تمام انبیاء اگرچہ معصوم عن الخطاء تھے لیکن شیاطین نے انہیں ہر لمحہ ہر آن اپنے حملوں کی زد میں رکھا۔ لیکن اللہ رب العزت کے خصوصی لطف و کرم کی وجہ سے اکثر وہ ان حملوں سے محفوظ رہے لیکن کبھی کبھار ان سے اگر لغزش سرزد ہوئی بھی تو فوراً اللہ سے رحمت و مغفرت کے طلب گار ہوئے۔

"اسرار عالم" روئے زمین پر انبیاء کی موجودگی کو ایک رحمت الٰہیہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر روئے زمین کی تاریخ ایک لق ودق صحرا مان لی جائے تو اس میں باطل اور اللہ کے باغی اور شیطان کے پیروکاروں اور ان کا نظام سینکڑوں میل پر پھیلے بے آب و گیاہ صحرا کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور ان میں آنے والے انبیاء کرام اور بطور خاص اولوالعزم انبیاء کرام جو نظام شر کو شکست دے کر حق قائم کرنے والے سینکڑوں میلوں کے بے آب و گیاہ صحرا کے بعد دو چار میل پر پھیلے نخلستان کی طرح معلوم ہوتے ہیں یعنی سینکڑوں میل تک پھیلے بے آب و گیاہ صحرا کے بعد صرف چند میلوں کے نخلستان جہاں پانی اور سرسبزی ہو، اور پھر سینکڑوں میلوں پر پھیلی تپتی دھوپ اور گرم ریت کے تھپیڑے"(1)

قرآن اس بات کو بیان کرتا ہے کہ شیاطین الجن والانس انبیاء کرام اور انسان کے دشمن ہیں ارشاد ہوتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا(2)

"اسی طرح ہم نے شیاطین الجن اور انس کو ہر نبی کا دشمن بنایا جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں القا کرتے ہیں"

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیغمبر کے مقابل شیطانی قوتیں کام کرتی رہی ہیں تا کہ انہیں ان کے پاک مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں۔ جہاں شیاطین الانبیاء کو شکوک وشبہات میں مبتلا نہ کر سکے وہاں ان کی دعوت اور کلام کے بارے میں سننے والوں کو شکوک وشبہات میں ضرور مبتلا کیا۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ نے آیت حرم علیکم والمتیۃ پڑھ کر سنائی شیطان نے شبہ ڈالا کہ اپنا مارا ہوا حلال اور اللہ کا مارا ہوا حرام کہتے ہیں۔

اس طرح شیاطین نے دعوت حق میں رکاوٹیں ڈالنے کے لیے اپنے دوستوں کو ابھارا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ (3)

"شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں شکوک القاء کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے لڑیں"۔

اسی طرح شیاطین انبیاء کی تمناؤں میں خلل اندازی کی کوشش بھی کرتے رہے لیکن اللہ نے ان کی تمناؤں کو شیطانی مکر سے پاک رکھنے کا انتظام کیا۔ ارشاد ہوا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ(۴)

"اور اے نبی ﷺ تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ پیش آیا ہو کہ) جب اس نے تمنا کی، شیطان اس کی تمنا میں خلل انداز ہو گیا۔ اس طرح جو کچھ بھی شیطان خلل اندازیاں کرتا ہے، اللہ ان کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے۔ اللہ علیم اور حکیم ہے۔"

حیات نوح اور شیطان:

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال کا عرصہ گزرا۔ دن رات تبلیغ دین کی آپ کی قوم صراط مستقیم سے ایسا ہٹی کے واپس آنے کو تیار نہ تھی۔ دراصل ان پر شیطان کا جادو چل چکا تھا الٹا وہ آپ کو تنگ کرنے لگے۔

تب نوحؑ نے اللہ سے دعا کی۔

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَي الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا(۵)"

اے پرودگار! زمین پر کسی کافر کے گھر کو نہ چھوڑ"

اللہ نے آپؑ کو کشتی بنانے کا کہا جب آپؑ کی قوم کے نیک لوگ سوار ہونے لگے تو شیطان مردود بھی سوار ہوا اور کشتی میں بدمستیاں کرنے لگا اس دوران ہونے والے مکالمہ کو بیان کرتے ہوئے سالم بن عبد اللہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو اس میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوحؑ نے اس سے کہا تو یہاں کیوں آیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں تمہارے یاروں کے دلوں کو قابو کرنے آیا ہوں تاکہ ان کے دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ۔ حضرت نوحؑ نے کہا کہ اے خدا کے دشمن نکل جا۔ شیطان بولا کہ پانچ چیزیں ہیں جن سے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں ان میں سے تین میں تمہیں بتاوں گا اور دو تم سے نہ کہوں گا۔ حضرت نوحؑ کو وحی ہوئی کہ اس سے کہوں تین کی مجھے حاجت نہیں وہ دو بیان کرے۔ شیطان نے کہا انہی دو سے میں آدمیوں کو ہلاک کرتا ہوں اور ان کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ ایک حسد جس کی وجہ سے میں ملعون ہوں اور شیطان مردود کہلاتا ہوں۔ دوسری حرص کہ آدم کے لیے تمام جنت مباح کر دی گئی میں نے حرص کی بدولت ان سے اپنا کام نکال لیا۔(6)

حیات ابراہیمؑ اور شیطان:

ابراہیمؑ نے جب اپنی قوم کے عبادت خانے میں بتوں کو توڑا تو دربار نمرود سے آگ میں ڈالنے کی سزا ملی۔ آگ بہت زیادہ تھی مسئلہ یہ تھا کہ انہیں آگ میں کیسے پھینکا جائے یہ شیطان ہی تھا جس نے منجنیق کے ذریعے پہاڑ سے پھینکنے کا رستہ بتایا۔ ابراہیمؑ نے اس وقت اپنے رب پر توکل کیا۔ یہاں بھی اس جلیل القدر پیغمبر نے اطاعت خداوندی کا دامن نہ چھوڑا اللہ کے حکم کی اطاعت کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:هو مولىٰنا وعلى الله فليتوكل المومنون(7)"اللہ ہی ہمارا مولا ہے اور اہل ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔" جب ایک پیغمبر اللہ سے ہی لو لگائے تو اللہ بڑی محبت وشفقت سے اس اُمید کو پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آگ کو بھی حکم دیتے ہوئے فرمایا:

قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ(8)"

اے آگ ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی ہو جا اور تو سلامتی والی بھی ہو جا"

ابراہیمؑ نے ایک موقع پر اپنے والد آزر کو شیطان کی پیروی کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی اور شیطان کی اصلیت کو واضح کرنا چاہا اس بات کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے:

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّايٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا(9)"اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو بے شک شیطان (ہمارے پرودگار) رحمن کا نافرمان ہے، اے میرے باپ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہیں رحمن کی طرف سے عذاب پہنچ جائے پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ"

ابراہیمؑ کی زندگی میں شیطانی تخویف کا سب سے بڑا موقع اس وقت آیا جب اللہ نے انہیں اپنے لخت جگر اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ یہ اگرچہ ایک انسان کے لیے نازک ترین موقع ہوتا ہے جب اسے اپنی زندگی کی کل متاع یا سب سے قیمتی چیز قربان کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ شیطان ہزار طریقوں سے اس چیز کی محبت دل میں راسخ کر کے اور اس چیز کے چھن جانے کے خوف کو ابھار کر حکم عدولی کی جانب مائل کرتا ہے۔ بلکہ ایک ایسا پیغمبر ہے جو کہ اللہ کی محبت میں پہلے ہی اپنی زندگی کو داؤ پر لگا چکا تھا حالانکہ انسان کا لمبی یا دائمی زندگی کے لیے متحرص ہونا ایک عام سی بات ہے، رہی اولاد کی محبت تو جس دل میں اللہ کی محبت راسخ ہو اس کے لیے ان دنیاوی محبتوں کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ بظاہر یہ ایک مشکل فیصلہ تھا لیکن آفرین ہے اس عظیم الشان پیغمبر پر جس نے ہر طرح کی حدود وقیود کے باوجود بیٹے کو قربان کر دیا۔

ابن کثیرؒ اس واقعہ کی تفصیل اور اس میں شیطانی کردار کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ": ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ گویا آپ اپنے پیارے بچے کو ذبح کر رہے ہیں۔ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پس اللہ کے رسولؑ نے اپنے لخت جگر کی آزمائش کے لیے کہ اچانگ وہ گھبرا نہ اٹھے اپنا ارادہ ان کے سامنے ظاہر کیا۔ وہاں کیا تھا وہ بھی اسی درخت کے پھل تھے نبی ابن نبی تھے جواب دیتے ہیں ابا پھر دیر کیوں لگا رہے ہو یہ باتیں بھی پوچھنے کی ہوتی ہیں جو حکم ہوا ہے اسے فوراً کر ڈالیے اور اگر میری نسبت کھٹکا ہو تو زبانی اطمنیان کیا کروں چھری رکھیے خود معلوم ہو جائے گا کہ میں کیسا صابر ہوں ان شاء اللہ میر اصبر آپ کا جی خوش کر دے گا۔ سبحان اللہ جو کہا تھا وہی کر کے دکھایا اور صادق الوعد ہونے کا سرٹیفکیٹ اللہ کی طرف سے حاصل کر ہی لیا۔ آخر باپ بیٹا دونوں حکم خداوندی کی تعمیل کے لیے جان بکف تیار ہو جاتے ہیں باپ بچے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور باپ اپنے نور چشم لخت جگر کو منہ کے بل زمین پر گراتا ہے تاکہ ذبح کے وقت منہ دیکھ کر محبت دل میں پیدا نہ ہو جائے اور ہاتھ سست نہ پڑ جائے۔ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے نور نظر کو ذبح کرنے کے لیے بحکم تعالیٰ لے چلے تو سعی کے وقت شیطان سامنے آیا لیکن حضرت ابراہیمؑ اس سے آگے بڑھ گئے، پھر حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ آپ جمرہ عقبہ پر پہنچے تو پھر شیطان سامنے آیا آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر جمرہ وسطی پاس آیا پھر وہاں سات کنکریاں ماریں پھر آگے بڑھ کر اپنے پیارے بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے لیے دے پچھاڑا، ذبیح اللہؑ کے پاک جسم پر اس وقت سفید چادر تھی کہنے لگے ابا جی اسے اتار لیجئے تاکہ اس میں آپ مجھے کفنا سکیں۔ آہ! اس وقت بیٹے کو ننگا کرتے ہوئے باپ کا عجب حال تھا کہ آواز آئی بس ابراہیمؑ خواب کو سچا کر چکے۔ مڑ کر دیکھا تو ایک مینڈا اسفید رنگ بڑے بڑے سینگوں اور صاف آنکھوں والا نظر پڑا (10)

بنی نوع انسان کی جان اور اولاد کے لیے محبت ایک فطری چیز ہے۔ لیکن اس محبت کو اللہ کی محبت کے تابع رکھنا اشد ضروری ہے۔ شیطان ہر لمحہ اس تاک میں لگا رہتا ہے کہ دنیاوی محبتوں کو اس طرح خوشنما بنا کر پیش کرے کہ انسان حب الٰہی سے منہ موڑ کر ان دنیاوی محبتوں کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے۔ شیطان اس دعوے میں سچا ثابت ہو جائے کہ بنی آدم اس قابل ہی نہ تھی کہ وہ حب الٰہی کے دعوے پورے کر سکے۔ لیکن یہ ابراہیمؑ واسماعیلؑ جیسے انبیاء اور ان کے پیروئوں ہی ہیں جو کہ ان شیطانی حدود وقیود سے ہر آن باخبر رہتے ہیں۔

حیات موسیٰؑ اور شیطان:

اولعزم انبیاء کی فہرست میں ایک اہم ترین ہستی حضرت موسیٰؑ کی ہے۔ شیطان نے زندگی میں مختلف مواقعوں پر انہیں بھی اسی طرح راہ حق سے ہٹا کر اپنے متابعین کی فہرست میں شامل کرنا چاہا لیکن جب بھی انہیں اپنی ذرا سی بھی لغزش کا احساس ہوا تو فوراً شیطانی حملہ سے باخبر ہو کر اپنی کوتاہی کو شیطان سے منسوب کرتے۔

قرآن میں ان کے ایک قبطی کو قتل کرنے کے واقعہ کے بعد ان کے الفاظ بیان ہوئے ہیں: فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ(11)

"موسیٰؑ نے اس کو مکامارا۔ جس سے وہ مر گیا تو موسیٰؑ کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور پر بہکانے والا ہے۔"

اس واقعہ سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ متقی لوگوں کو اگر شیطانی ترغیب محسوس ہوتی ہے تو وہ اس کی طرف سے محتاط ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ کہ اللہ رب العزت سے اپنی کوتاہی کی معافی طلب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حوالے سے قرآن میں مزید ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ(12)

"جو لوگ پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔"

فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ ہم کو اپنے مشائخ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ شیطان حضرت موسیٰؑ کے پاس گیا اس وقت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے تھے شیطان سے فرشتے نے کہا وائے ہو تجھ پر اس حالت میں کہ حضرت موسیٰؑ اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے ہیں تو ان سے کیا خواہش رکھتا ہے۔ جواب دیا کہ میں ان سے وہی خواہش رکھتا ہوں جو اس کے باپ آدمؑ سے بہشت میں چاہا تھا۔(13)

عبد الرحمن بن زیاد ایک روایت میں شیطان اور موسیٰؑ کی ملاقات کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں وہ اپنے طریقہ کار اور اپنے اہم ترین ہتھیاروں کا تذکرہ کرتا ہے جس سے بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے:

"حضرت موسیٰؑ کسی مجلس میں بیٹھے تھے اتنے شیطان میں ان کے پاس آیا اور اس کے سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جس میں طرح طرح کے رنگ تھے۔ حضرت موسیٰؑ سے قریب ہوا تو ٹوپی اتار ڈالی اور سامنے رکھ لی۔ پھر آکر سلام علیک کہا حضرت موسیٰؑ نے کہا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں آپ کو سلام کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ اور آپ کی منزلت اللہ کے نزدیک بہت ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو میں نے تیرے سر پر دیکھی تھی کہا کہ اس سے اولاد آدم کے دلوں کو لبھاتا ہوں۔ پوچھا کہ بھلا یہ تو بتا کہ وہ کون سا کام ہے جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے۔ جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر جانتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ سمجھتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ اے موسیٰؑ میں تم کو تین باتوں سے ڈراتا ہوں ۔ ایک تو غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا۔ کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اس کے ساتھ میں بذات

خود ہوتا ہوں میرے ساتھی نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ اس کو فتنے میں ڈال دیتا ہوں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو اس کو پورا کیا کرو کیونکہ جب کوئی اللہ سے عہد کرتا ہے تو اس کا ہمراہی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر میں خود ہوتا ہوں یہاں تک کہ اس شخص اور عہد وفا کے درمیان حائل ہو جاتا ہوں۔ تیسرے جو صدقہ نکالا کرو اسے جاری کر دیا کرو۔ کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقے اور اس کا پورا کرنے کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہوں اور یہ کام بذات خود کرتا ہوں اپنے ساتھ والوں سے نہیں لیتا یہ کہہ کر شیطان چل دیا اور تین بار کہا ہائے افسوس موسیٰؑ نے وہ باتیں جان لیں جن سے بنی آدم کو ڈرائے گا۔(14)

شیطان نہ صرف انبیاء کرام کو اپنے شیطانی جال میں پھسانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ صراط مستقیم سے ہٹ جائیں اس کے علاوہ ان کی یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ جس بھی مشن کو وہ اپنا ہدف بنائیں شیطان انہیں اس سے دور سے دور لے جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ کبھی حالات وواقعات کو اور کبھی انبیاء کے رفقاء کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی واقعہ موسیٰؑ کی زندگی کے حوالے سے قرآن میں بیان کیا گیا ہے جس میں موسیٰؑ کو ان کے ایک ہدف سے ہٹانے کے لیے شیطان نے ان کے رفیق کو نسیان میں مبتلا کیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا(15)

"نوجوان نے کہا کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب کہ ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے وہیں میں تو مچھلی بھول گیا تھا۔ دراصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں"۔

حیات ایوبؑ اور شیطان:

اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر پیغمبر جن کی پوری زندگی اللہ کی عنایات، امتحان، شیطانی وساوس اور صبر اور شکر سے عبارت ہے۔ حضرت ایوبؑ کی دعوتی امور اور دیگر زندگی میں تو تقریباً تمام انبیاء کو آزمائشوں سے گزرنا پڑا اور اس کے ساتھ ساتھ شیطانی حدود و قیود کا بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن جیسی مشکلات کا سامنا ایوبؑ کو کرنا پڑا وہ بہت کم انبیاء کی زندگی میں آئیں۔ دنیاوی لحاظ سے ہر قسم کی خوشحالی کے ہوتے ہوئے یک بارگی تمام عنایات خداوندی کا چھن جانا۔ یہاں تک کہ پورے کا پورا جسم بیماریوں کی وجہ سے گل گیا لیکن کوئی ایک موقع بھی زندگی میں ایسا نہ آنے پایا کہ آپ کے پایہ استقلال میں لغزش آئی ہو۔

ان کی زندگی کے اس نازک موڑ پر شیطان نے اپنے لیے یہ آسان جانا کہ ایوبؑ کو ورغلائے اور حکم ربانی کے خلاف آواز بلند کرنے پر آمادہ کرئے لیکن آفرین ہے اس پاک پیغمبر پر کہ جب بھی انہیں شیطانی وساوس تنگ کرتے اور بے صبری کی طرف آمادہ کرنے کی کوشش کرتے وہ رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے کیونکہ جسمانی تکلیف سے زیادہ تکلیف شیطان کے حملوں کی ہوتی ہے کہ کسی بھی وقت ذکر الٰہی سے غافل کر کے اپنے پیروئوں میں شامل نہ کرلے۔اسی وجہ سے ان کے دوہرے صبر کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ(16)

"اور ہمارے بندے ایوبؑ کا (بھی) ذکر کر جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے"

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

"ایوبؑ کے دو دوست اور دلی خیر خواہ دوست تھے انہیں فلسطین میں جا کر شیطان نے خبر دی کہ تمہارا دوست سخت مصیبت میں مبتلا ہے تم جائو ان کی خبر گیری کرو اور اپنے ہاں کی کچھ شراب اپنے ساتھ لے جائو وہ پلا دینا اس سے انہیں شفا ہو جائے گی چنانچہ یہ دونوں آئے۔ حضرت ایوبؑ کی حالت دیکھتے ہی ان کے آنسو نکل آئے بلبلا کر رونے لگے آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے یاد دلایا تو آپ خوش ہوئے انہیں مرحبا کہا وہ کہنے لگے اے جناب آپ کچھ چھپاتے ہوں گے اور ظاہر اس کے خلاف کرتے ہوں گے۔ آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے کہ میں کیا چھپاتا تھا اور کیا ظاہر کرتا تھا۔ میرے رب نے مجھے اس میں مبتلا کیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ میں صبر کرتا ہوں یا بے صبری وہ کہنے لگے اچھا ہم آپ کے واسطے دوا لائے ہیں آپ اسے پی لیجئے شفا ہو جائے گی شراب ہے ہم اپنے ہاں سے لائے ہیں یہ سنتے ہی آپ سخت غضبناک ہوئے اور فرمانے لگے تمہیں شیطان خبیث لایا ہے تم سے کلام کرنا تمہارا کھانا پینا مجھ پر حرام ہے"(17)

حیات عیسیٰؑ اور شیطان:

عیسیٰؑ کو اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر کی حیثیت سے براہین اور معجزات کے ساتھ معجزانہ طور پر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ دنیا میں ہر آنے والے بچے پر شیاطین مسلط ہونے کی کوشش کرتے ہیں لیکن عیسیٰؑ ابتداء سے ہی شیطانی حربوں سے محفوظ رہے کیونکہ ان کی نانی انہیں ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیا تھا۔ حضرت مریم کی والدہ نے دعا کرتے ہوئے کہا:

وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ(18)

"اے پروردگار میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"۔

"ہر بچہ کی پیدائش کے وقت شیطان بچے کے پہلو میں ایک انگلی چھبوتا ہے جس سے بچہ روتا ہے مگر حضرت مریمؑ کی ماں کی دعا کے سبب سے حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ اس سے محفوظ رہے۔"(19)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک روز اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ مجھ کو شیطان کا ٹھکانہ انسان کے بہکانے کے وقت کا دکھلا دے اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کا دل حضرت عیسیٰؑ کو دکھا دیا کہ سانپ کے پھن کی صورت میں شیطان اس کے دل پر چھایا ہوا تھا لیکن جب وہ شخص اللہ کا ذکر کرتا تھا تو وہ سانپ کا پھن اس کے دل پر سے ہٹ جاتا تھا(20)

ذکر الٰہی ہی ایک موثر ہتھیار ہے جس کے ذریعے سے شیاطین سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

حیات محمد ﷺ اور شیطان:

رسول ﷺ کی ساری زندگی ہی شیطان کے خلاف نبرد آزما گزری ہے۔ آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا گیا تھا آپ ﷺ کے ہی ہاتھوں پر دین کامل کی صورت کو پہنچا تھا اس لیے شیطان نے سب سے زیادہ حملے آپ ﷺ پر ہی کیے تاکہ دین کی کاملیت پر حرف آئے اور قرآن مجید فرقان حمید کی "لاریب فیہ" والی حیثیت کو مشکوک قرار دیا جاسکے لیکن رسول اللہ ﷺ نے بے شمار مصائب کا سامنا کیا لیکن دین حق کو واضح اور خالص ترین حالت میں اللہ کے بندوں تک پہنچانے کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ امتحان نبیوں کا ہوتا ہے پھر صالح لوگوں کا پھر ان سے نیچے کے درجے والوں کا پھر ان سے کم درجے والوں کا ہر شخص کا امتحان اس کے دین کے انداز سے ہوتا ہے اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہے امتحان بھی اتنا ہی سخت تر ہوتا ہے۔(21)

شیطان نے سب سے پہلے اللہ کے رسول کی دعوت میں روڑے اٹکائے مشرکین عرب کی اکثریت کو کفر و عصیان پر قائم رہنے اور دعوت کی مخالفت کی ترغیب دی۔ رسول اللہ ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی ان مصائب اور مشکلات سے عبارت زندگی ہے کہ کبھی کعبہ میں نماز پڑھنے میں رکاوٹیں حائل کی جاتی ہیں اور کبھی اہل طائف کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو لہولہان کروایا جاتا ہے۔

یحیٰی بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس رات معراج نصیب ہوئی ایک دیو نظر آیا اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا جب حضور ﷺ نگاہ کرتے تو اس کو دیکھتے کہ وہ آپ ﷺ کی طرف چلا آرہا ہے۔ حضرت

جبرئیلؑ نے فرمایا میں آپ کو چند ایسے کلمے سکھادوں کہ اگر آپ ﷺ ان کا فرمادیں تو یہ شعلہ بجھ جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں سکھادو۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا:اعوذ بوجه الله الكريم النافع وبكلمات الله التامات التي لا يجاوز هن برولا فاجر من شر ما خلق وذراوبراو من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرافي الارض ومن شر ها يخرج منها ومن فتن اليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقاً يطرق بخير يا رحمن۔(22)

"میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی جو بڑا ہی کرم کرنے اور نفع پہنچانے والا ہے۔ اللہ کے ان تمام کلمات کی جن سے کوئی نیک وبد باہر نہیں ہے ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ پھیلائی اور بے مثال بنائی اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمانوں میں چڑھتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے زمین میں پھیلائی، اور ہر اس چیز کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، رات کو پیش آنے والے حادثہ کے شر سے بجز اس پیش آنے والے سے جو خیر وبرکت لاتا ہے کرم کرنے والا"

غزوہ احد کے موقعہ پر شیطان نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی جھوٹی خبر پھیلا کر ان کے مشن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

احمد حسن دہلویؒ لکھتے ہیں۔

"اس جنگ میں آنحضرت ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کے رخسار اور ناک پر بھی زخم آئے گھٹنا مبارک بھی زخمی ہوگیا۔ شیطان نے شور مچایا کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوگئے"(23)

ابو اسید مالک بن ربیعہؓ فرماتے ہیں:"اگر میری آنکھیں آج بھی ہوتیں تو میں تمہیں بدر کے میدان میں وہ گھاٹی دکھا دیتا جہاں سے فرشتے آتے تھے بے شک وشبہ مجھے وہ معلوم ہے۔ انہیں شیطان نے دیکھا لیا اور خدا نے انہیں حکم دیا کہ مومنوں کو ثابت قدم رکھو یہ لوگوں کے پاس ان کی جان پہچان کے آدمیوں کی شکل میں آتے اور کہتے خوش ہو جائو۔ یہ کافر بھی کوئی چیز ہیں اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے بے خوفی کے ساتھ شیر کی طرح حملہ کر ۔ شیطان یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اب تک وہ سراقہ کی شکل میں کفار میں موجود تھا۔ ابو جہل نے یہ حال دیکھ کر اپنے لشکر میں گشت شروع کر دی اور کہا گھبرائو نہیں اس کے بھاگ جانے سے دل تنگ نہ کرو۔ یہ تو محمد ﷺ کی طرف سے سیکھا پڑھا آیا تھا کہ تمہیں عین موقع پر بزدل کردے کوئی گھبرانے کی بات نہیں(24)

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو شیطان سے پناہ مانگنے کا طریقہ سکھایا:

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ(25)

"اور کہہ اے رب میں شیطان کی اکساہٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے میرے پروردگار میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

گویا اس تمام بحث کا حاصل یہ ہوا کہ تمام انبیاء کرامؑ معصوم عن الخطاء ہونے کے باوجود شیطانی وساوس اور حربوں سے اتنے پریشان ہوئے اور آخر کار پناہ اللہ ہی کے دربار سے حاصل ہوئی اس لئے عامۃ الناس جو کہ خطا کے پتلے ہیں انہیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ کثرت سے ذکر میں مشغول رہیں اور ہر دم شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہیں۔

ان پیغمبروں کے علاوہ ان کے ماننے والے بھی ہر دور میں طاغوت کو شکست دینے کے لئے کھڑے رہے۔ گو کہ ی ہ سب تعداد میں کم تھے لیکن شیطان کی ناک رگڑنے کے لئے کافی تھے۔ یہ کشمکش آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ آج بھی شیطان نے انسان کو اپنے جال میں جکڑا ہوا ہے اور ہر طرف سے اس کی یلغار جاری ہے۔ ماضی کی تمام برائیاں آج وسیع پیمانے پر پھیل چکی ہیں۔ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار الحاد کا ہے جس میں اس نے ڈارونزم، کمیونزم اور مادہ پرستی جیسے فلسفوں کے ذریعے خدا کے وجود کے بارے میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دوسری جانب آج کے ماڈرن اور سائنسی دور میں بھی لوگوں کو بت پرستی اور شرک کے دیگر مظاہر میں الجھا رکھا ہے۔ ابلیس کا تیسرا جال آخرت سے غفلت کا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو مادہ پرستی، نفسانی خواہشات کی تکمیل اور مفاد پرستی کی جانب لانے میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اس کا ایک اور طریقہ واردات ماڈرنزم کا ہے جس کی بنا پر اس نے حیا کو ایک فرسودہ روایت اور عریانی کو ایک جدید اور اعلیٰ قدر کے طور پر پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ اس کی بنا پر زنا، ہم جنس پرستی، فحش تصاویر، جنسی فلمیں اور عریاں ادب عام ہو چکے ہیں۔ معیشت کے میدان میں شیطان نے لوگوں کو سرمائے کا غلام بنا دیا کہ صبح سے رات تک غلاموں کی طرح کام کرتے رہتے اور اگلے دن دوبارہ کولہو کے بیل کی طرح اس لامتناہی مشقت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ شیطان نے انسان کو صرف دعوت دی باقی اس دعوت پر لبیک انسان نے خود کہا اور طاغوتی قوتوں کا ساتھی بن گیا۔

شیطان کی اس عظیم یلغار کے باوجود اللہ نے انسانیت کی راہنمائی کا بہترین اہتمام کر رکھا ہے۔ چنانچہ آج دنیا کے کسی بھی خطے میں انسان موجود ہو وہ برائی کو برائی ہی مانتا ہے اور جب بھی وہ کوئی برا عمل کرتا ہے اس کا ضمیر اس پر اسے ملامت کرتا ہے اور معاشرہ بحیثیت مجموعی اسے ٹوکتا ہے۔ چنانچہ آج بھی خدا کے وجود کا انکار کرنے والے اقلیت میں ہیں۔ آج بھی حیا کو ایک اعلی اخلاقی قدر مانا جاتا اور اس کی خلاف ورزی کو برا سمجھا جاتا ہے۔ دوسری جانب شرک کو بھی چند کمزور قسم کے دلائل سے سہارا دینے کی کوشش کی جاتی ہے جسے سائنس کی دریافتیں آہستہ

آہستہ رد کر رہی ہیں۔ لہٰذا ایسا نہیں کہ شیطان نے دنیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ خدا کی ہدایت آج بھی فطرت اور وحی کی صورت میں موجود ہے اور آج بھی اس شورش زدہ ماحول میں خدا کے مخصوص بندوں نے اپنے نفس کو آلودگی سے پاک رکھا ہوا ہے۔ اب یہ لوگوں کا اختیار ہے کہ وہ ابلیس کی پکار پر لپکتے ہیں یا رحمٰن کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھت پر چھپکلی کو دیکھا اور خدا سے پوچھا، الٰہی! تو نے چھپکلی کو کیوں بنایا؟ خدا تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ! تم سے پہلے یہ چھپکلی مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ الٰہی! تم نے موسیٰ کو کیوں بنایا؟ میرے کلیم! میں نے جو کچھ بنایا ہے مبنی بر حکمت ہی پیدا فرمایا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انما الاشیاء تعرف باضدادھا ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ یعنی مٹھاس جبھی معلوم ہو سکتی ہے جب کڑواہٹ بھی ہو۔ صحت کی قدر اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جبکہ بیماری بھی ہو۔ خوشبو کا علم اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ بدبو بھی ہو۔ ایک پہلوان اپنی ہمت و طاقت کا مظاہرہ اسی وقت کر سکتا ہے جبکہ اس کے مقابل میں کوئی دوسرا پہلوان بھی ہو۔ پہلوان کسی دوسرے پہلوان کو گرا کر ہی پہلوان کہلاتا ہے۔ اگر مقابل میں کوئی پہلوان نہ ہو تو یہ گرائے گا کسے؟ اور اگر گرائے گا کسی کو نہیں تو پہلوان کہلائے گا کیسے؟ اس لئے ضروری ہے کہ پہلوان سے ٹکر لینے والا بھی کوئی ہو۔ ٹکرانے والے کی وجہ سے پہلوان کے کمالات کا اظہار ہو سکے گا۔

نظم جبرائیل وابلیس

بال جبریل کی نظم "جبریل و ابلیس" بھی اقبال کے تصور ابلیس پر روشنی ڈالتی ہے۔ نظم ایک دلچسپ مکالمے کی شکل میں ہے، جس میں جبرئیل اپنے ہمدم دیرینہ شیطان سے بڑے دوستانہ لہجے میں پوچھتا ہے کہ جہانِ رنگ و بو کا حال کیسا ہے؟ ذرا ہمیں بھی بتاؤ، شیطان اس کے جواب میں کہتا ہے کہ جہاں عبادت ہے سوز و ساز و درد و جستجو ہے۔ جبرئیل اُسے کہتا ہے کہ آسمانوں پر ہر وقت تیرا ہی چرچا رہتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تو خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے اور پھر سے ذات باری کا قرب حاصل کر لے؟ جواب میں شیطان کہتا ہے کہ میرے لئے اب یہ ممکن نہیں، میں آسمان پر آ کر کیا کروں گا۔ وہاں کی خاموشی میں میرا دم گھٹ کر رہ جائے گا۔ آسمان پر زمین کی سی گہما گہمی اور شورش کہاں ہے۔ جبرئیل یہ باتیں سن کر بہت ناخوش ہوتے ہیں اور دکھ بھرے لہجے میں کہتے ہیں کہ اسی انکار کی وجہ سے تو نے اپنے مقاماتِ بلند کھو دیئے اور اسی سے تو نے فرشتوں کی بے عزتی کرائی، تمہارے اس اقدام کے بعد فرشتوں کی خدائی نظروں میں کیا آبرو رہی؟ اس پر شیطان چمک کر جواب دیتا ہے کہ تم آبرو کا نام لیتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میری جرات سے ہی کائنات وجود میں آئی اور میری ہی وجہ سے عقل کی ضرورت

پڑی۔ تیرا کیا ہے، تو تو ساحل پر کھڑا ہو کر تماشا دیکھنے والوں میں سے ہے۔ تو خیر و شر کی جنگ کو بس دور سے دیکھتا ہے۔ میری طرف دیکھو کہ میں طوفان کے طمانچے کھاتا ہوں، یہ میں ہی تھا جس کی بدولت آدم کے قصے میں رنگینی پیدا ہوئی، ورنہ یہ ایک بے روح داستان تھی۔ ابلیس و جبریل خیالات کی بلندی کے اعتبار سے اردو شاعری میں ایک معرکے کی چیز ہے۔

ہے مری جرات سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو

میرے فتنے جامہ عقل و خرد کا تار و پُو

دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر

کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، میں کہ تو؟

خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا

میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جُو بہ جُو

گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے

قصہ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح

تو فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

شیطان اگرچہ باطل کا علمبردار ہے لیکن اس کے پاس ہر لمحہ کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک رنگین حربہ موجود ہے۔ جس کے ذریعے وہ پہلے انسان کو وساوس کا شکار کرتا ہے۔ اور پھر اگر انسان ایمان باللہ سے دور یا متذبذب ہو تو اسے کھینچ کر اپنی راہ پر لے آتا ہے ایسے شخص کا ٹھکانہ یقیناً رب تعالیٰ کے نزدیک جہنم کے سوا کچھ نہیں شیطان انسان کی اس کشمکش میں نفس انسانی فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ اگر نفس کڑی تربیت سے گزرا ہو تو وہ ہر طرح کے نور کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور شیطانی شعلوں اور انسان کے درمیان ایک ایسی دیوار ثابت ہوتا ہے جس سے شعلے ٹکرا کر ادھر اُدھر بکھر جاتے ہیں۔ لیکن کوئی راہ نہیں پاتے دراصل شیاطین مسلط ہی ان لوگوں پر ہوتے ہیں جن کے دل میں پہلے ہی کجی ہوتی ہے۔ جو فسق و فجور کی جانب مائل ہوتے ہیں جن کے نزدیک حلال و حرام کی حدود بے معنی و بے حیثیت ہیں جو نفس کے غلام ہیں اور سب سے بڑھ کر وجود صفات و افعال باری تعالیٰ کے منکر ہیں۔

شیطان انسان کا ازلی "عدو مبین" اور پرانے حربوں والا ہے۔ اس دور آزمائش میں بھی شیطان سے محفوظ رہنا ممکن ہے۔ لیکن اس کے لیے تزکیہ نفس اور جہد مسلسل کی کڑی شرائط موجود ہیں۔ شیطان کے باطلانہ وطاغوتی واروں سے محفوظ و مامون رہنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان "ایمان باللہ" کو اپنے قلب کی گہرائیوں کا مسکن بنا لے اور ہر طرح سے اس کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش کرے۔ حریم دل کو "چراغ سنت نبوی ﷺ" کی لو سے منور کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ قلب سلیم کے حصول کے لیے اپنے آپ کو اخلاص "تقوی" عدل وانصاف، احسان، صبر اور شکر اور انفاق فی سبیل اللہ کا خوگر بنانے میں لگا رہے بے شک اسی صورت میں رحمانی راہ کو اپنایا اور شیطانی راہ کو مسدود کیا جاسکتا ہے۔

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور والذین کفروا اولئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون۔(البقرہ۲۵۷)(26)

"اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف، اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کے دوست طاغوت ہیں جو ان کو نور سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی اہل دوزخ ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

خلاصہ

یہ مقالہ شیطان کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم، اس کی تخلیق، قوت و چالاکی، انسانی نفسیات پر اثر، اور اس سے بچاؤ کے قرآنی و نبوی اسالیب کا احاطہ کرتا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ انسان اگر اللہ کی پناہ، ذکر و دعا اور نبی ﷺ کی سنت کو تھامے رکھے تو شیطان کی حدود و قیود اسے کبھی مغلوب نہیں کر سکتیں۔

مصادر و مراجع

1. اسرار عالم، دجال، حصہ اول، دار العلم نئی دہلی، اگست ۲۰۰۰ء ص ۲۱۵
2. الانعام ۱۱۲
3. الانعام ۱۲۱
4. الحج ۵۲
5. النوح ۲۶
6. ابن جوزی، عبد الرحمن بن ابو الحسن، تلبیس، ابلیس، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۴۵
7. التوبہ ۳۱

8. الانبیاء۶۹
9. المریم۴۵،۴۴
10. ابن کثیر، عمادالدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، س،ن، ج۴ص۳۷۸
11. القصص۱۵
12. الاعراف۲۰۱
13. ابن جوزی، عبدالرحمن بن ابوالحسن، تلبیس، ابلیس، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص۴۶
14. ابن جوزی، عبدالرحمن بن ابوالحسن، تلبیس، ابلیس، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص۴۷،۴۶
15. الکہف۶۳
16. ص۴۱
17. ابن کثیر، عمادالدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، س،ن، ج۳ص۴۳۸
18. آل عمران۳۶
19. البخاری، الجامع الصحیح، کتاب بداء الخلق باب ۱۱ ابلیس وجنودہ ۳۲۸۶
20. سید احمد حسن، مولانا، احسن التفاسیر، المکتبہ السلفیہ جمادی، الاخریٰ، ۱۳۷۹ھ ج ۲ص ۲۴۵
21. ابن کثیر، عمادالدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، س،ن، ج۳ص۴۳۷
22. احمد حسن محدث دہلوی، سید، احسن التفاسیر (اردو)، المکتبہ السلفیہ، لاہور، ۱۳۷۹ھ ج ا، ص ۲۶۵
23. ابن کثیر، عمادالدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، س،ن، ج ۲ص ۳۳۰
24. المومنون، ۹۸،۹۷